Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 5 (July-Sep 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

A research and critical review of Mirza Bashir Uddin Mahmood Ahmad's book Sirat Khatam -al- Nabbiyeen (ﷺ).

مرزابشیر الدین محمود احمد کی کتاب سیرت خاتم النّبیین ﷺ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Muhammad Akbar
Ph. D Research Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Dr. Muhammad Shafiq Anjum
Assistant Professor, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur.

Abstract

Mirza Bashir Uddin Mahmood Ahmad has written his book Sirat Khatam-ul-Nabieen ﷺ in three volumes (933 pages). The book begins with the early sources of the history of Islam and ends with the names of various kings. While in Ghazwat, he recorded the history only up to Khyber Ghazwa and kept silent about the last days of the Prophet's life and his circumstances. In many places in the book, the references are incomplete, which makes the reader uncomfortable. In many places in the book, arbitrary interpretations of hadiths and events are given, which is the full art of misleading the common people. Such as calling the incident of Shaq al-Qamar suspicious, the jinn appearing to listen to the word of God and Mirza's denial of the jinn meeting with the Messenger of God, misinterpreting the event of the Ascension, denying the arrival of Hazrat Jibreel on the order of emigration to Madinah, fasting during the journey. Misinterpretation of keeping, arbitrary interpretation of the incidents of haram alcohol, making the arrival of Hazrat Jibraeel suspicious regarding the Banu Qurayzah campaign, and interpreting Zakat as a forced system are included.

Keywords: Mirza Bashir, arbitrary interpretations, suspicious, Sirat Khatam-ul-Nabieen.

تعارف

پیدائش: مرزابشیر الدین محمود احمد کے بقول جو کہ اس نے اپنی کتاب سلسلہ احمدیہ میں لکھاہے:

"مرزابشیر الدین محمود احمد 12 جنوری 1889ء کو بروز ہفتہ رات کے وقت قادیان میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا اصل نام محمود رکھا گیا تھا مگر مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی وجہ سے اس کا نام بشیر الدین اور مصلح موعود کہا جاتا ہے۔ اور اس کے والد کا نام مرزا غلام احمد قایانی اور ان کی والدہ کا نام نصرت جہاں بیگم تھا بقول مرزابشیر الدین کے مرزابشیر سے پہلے اس کی ایک بہن پیدا ہوئی تھی لیکن کچھ عرصہ زندہ رہنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تھا اور اب مرزابشیر بہن بھائیوں میں پہلے نمبر پر تھا"۔[1]

تعلیم:

"جب مرزابشیر الدین محمود کی تعلیم حاصل کرنے کی عمر ہوئی تو اس کو ربوہ کے ایک مدرسہ میں بھیجنا شروع کر دیا گیا، مگر کیونکہ مرزابشیر کو تعلیم کا کوئی خاص شغف نہ تھا لیکن وہاں کھیل کود اور شرارتوں میں وقت کا ضیاع کرتا تھا جس سے اس کے اساتذہ بھی تنگ ہوتے تھے اور وہ اکثر وبیشتر مرزابشیر کی شکایات گھر بھیجتے تھے مگر اس کا بھی کوئی خاطر خواہ فائدہ یا اثر نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ مرزا کے حساب کے استاد نے اصرار کے ساتھ پڑھائی کی ترغیب دی تو مرزا غلام نے کہا کہ ہمیں ان پڑھائیوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہے، بچہ جتنا شوق سے پڑھتا ہے پڑھا دو باقی رہنے دو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزابشیر نے بارہویں جماعت تک اسی طرح گرتے پڑتے پڑھا، اس کے بعد سرکاری امتحان دینا ضروری تھا اس لیے فیل ہو گیا چنانچہ یہی مرزابشیر کی تعلیم ہے"۔[2]

اس طرح گرتے پڑتے تعلیم کو نامکمل چھوڑ دینا قادیانی جماعت کے نزدیک کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ وہ اس پر بھی فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ایک کرشمہ تھا۔ وہ کہتے ہیں کیونکہ خدا تعالی نے خود مرزابشیر کو تعلیم دینی تھی لہذا دنیاوی استادوں کی ضرورت نہ تھی، اس بات سے ان کا مقصد بشیر کو بھی نبی بنا کر عوام کے سامنے پیش کرنا ہے، نبی کریم ﷺ کی ذات کی طرح اس کا استاد جبرائیل امین کو قرار دینا چاہتے ہیں، جو کہ قطعا ممکن نہیں ہے۔

تنظیم انجمن انصار اللہ:

مرزابشیر الدین نے 1911ء تبلیغ وتربیت کے لیے ایک جماعت کی بنیاد رکھی جس کا نام "انجمن انصار اللہ" رکھا گیا اس جماعت کے ہر ممبر کو تاکید بلکہ لازمی کر کے کہا گیا کہ تبلیغ اسلام احمدیت کے لیے اپنا وقت ضرور لگائیں۔ اس طرح بہت سے احباب نے ممبر شپ قبول کی۔ اور ساتھ ہی ستمبر 1912ء میں بیت اللہ کے حج کے لئے گیا۔

الفضل اخبار کا اجراء:

مرزابشیر الدین نے 1913ء میں تبلیغ کی غرض کے لئے الفضل اخبار کا اجراء شروع کیا اور ساتھ ہی صدر انجمن احمدیہ کا صدر بنا، اسی دوران اور شمالی ہندوستان، امریکہ، لندن، مغربی افریقہ، نائیجیریا، میں کئی مقامات پر تبلیغ بھی کی۔

"مرزابشیر الدین نے 14 مارچ 1914ء ہفتہ کے دن بعد نماز عصر کے اپنی خلافت کا اعلان کیا اور دو ہزار کے قریب لوگوں سے بیعت کی"۔[3]

CC BY

مرزابشیر الدین محمود کے عقائد و نظریات:

مرزابشیر الدین کے دور میں قادیانی جماعت میں عقائد کے لحاظ سے بہت زیادہ شدت آگئی تھی اور یہ عقائد تھے جو مرزابشیر الدین نے خود اپنی بد کرداری کی راہ ہموار کرنے کے لئے وضع کئے تھے، جماعت احمدیہ میں جو بھی اس جماعت کے عقائد کی مخالفت کرے گا اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کے اپنے گھر کے افراد اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے، اور اس کا انجام کار اس کو بھگتنا ہو گا۔ ایسے ہی جماعت کا کوئی بھی فرد، احمدی کے کسی بڑے قاعدکی غلطی پر اگر اس کو غلط کہے گا تو اس شخص کو بھی برا بھلا کہا جائے گا اور سخت سزا دی جائے گی۔ ان غلط اصول وضوابط کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے لوگ سچ اور حق بات کہتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ کہیں ہماری اولاد اور بیوی ہماری مخالف نہ ہو جائیں۔ اور کوئی بڑی سزا نہ بھگتنی پڑے۔ جس جماعت کی ابتداء ہی اسلام کے خلاف اصولوں پر ہو وہ لوگ کیسے اسلام کے نام لیوا یا ماننے والے ہوسکتے ہیں؟۔ اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں کہ یہ لوگ اس قدر بے باک اور خوف خدا سے عاری ہیں کہ اپنے لئے غلط راہ ہموار کرنے کے لئے اسلام کے بنیادی اصول اور رسول خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات نافذ کرنے سے نکار کیا یہاں تک کہ ان کو سرے سے بدل بھی ڈالا اور غلط، کو غلط کہنے والوں پر سزائیں نافذ کردیں تو یہ لوگ کیسے سیدھے راستے پر ہوسکتے ہیں۔

کُتب:

مرزابشیر کی درج ذیل تصانیف ہیں۔

1۔ ری ویو آف ریلیجنز 2۔ سیرت النبیین ﷺ 3۔ الحجۃ البالغۃ فی وفات الذی ظھر فی ناصرہ

4۔ ہمارا خدا 5۔ سلسلہ احمدیہ 6۔ چالیس جواہر پارے

7۔ چھی مائیں۔ تربیت اولاد 8۔ وِرثہ میں لڑکیوں کا حصہ 9۔ تبلیغ ہدایت

10۔ مضامین بشیر 11۔ ختم نبوت کی حقیقت 12۔ سیرت المھدی (قادیانی)

13۔ تفسیر کبیر 14 تفسیر صغیر

وفات:

مرزابشیر الدین 7 نومبر 1965ء کو 76 سال کی عمر میں واصل جہنم ہوا، اور اپنے بعد جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والی عوام کو یہ نصیحت کی کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا حق تا قیامت بادشاہت کہ طرح صرف اور صرف مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کا حق ہے، جبکہ کوئی اور اس کا اہل نہیں ہو سکتا، اس اصول کے بعد احمدیوں / قادیانیوں میں اب جو بھی خلیفہ آتا ہے وہ صرف اسی کے خاندان کا ہی ہوتا ہے۔ اس کو ربوہ کے قبرستان میں دفنایا گیا جو کہ پاکستان کے صوبہ پنجاب ضلع چنیوٹ میں چناب نگر کے نام سے واقع ہے۔ مرزابشیر الدین نے محمد خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مطہرہ کو کس طرح قلمبند کیا اور اس کا طریقہ کار کیا ہے اس کو تفصیلاً درج کیا ہے۔

سیرت خاتم النبیین ﷺ

"مرزابشیر الدین کی یہ کتاب تین مجلات میں موجود ہے۔ ایک جلد 1920ء میں لکھی گئی، دوسری جلد 1931ء میں، تیسری جلد 1949ء میں لکھی گئی، اور یہ قادیان کے اردو ایڈیشن سے چھاپی گئی ہیں اور اس کا منہج یہ کہ جلد اوّل کے شروع میں پیش لفظ ہے جس میں مرزابشیر کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی پاک سیرت پر ہزاروں کتابیں لکھی گئی، لیکن میری درج ذیل تصنیف "سیرت خاتم النبیین ﷺ" اِس لحاظ سے مُنفرد اور ممتاز ہے کہ سب سے پہلے قرآن پاک اور دوسرے نمبر پر اَحادیث مبارکہ اور کُتب تاریخ کی بجائے ابتدائی مورخین اور سیرت نگاروں سے اِستفادہ کیا گیا ہے اور مُستشرقین نے جو اعتراض اُٹھائے ان کا رد بھی کرتا ہے۔ مختلف تاریخی مسائل کی بحث بھی کرتا ہے۔ جن میں "تاریخ جمع وترتیب قرآن، جہاد بالسیف کیوں کیا، اس کی تفصیل، غیر مسلموں سے رواداری، جزیہ اور غلامی، معجزہ کی حقیقت، خواتین / لڑکیوں کے حقوق، شادی نیز طلاق سے متعلق اِسلامی احکام و قوانین، اسلام کے عادلانہ طرزِ حکومت پر روشنی ڈالی گئی ہے "۔ 4

کتاب کے پہلے صفحے پر عرضِ حال ہے جو تین صفحات پر مشتمل ہے۔ جو کہ مرزابشیر احمد نے یکم جولائی 1920ء میں لکھا اِس کے بعد سیرت خاتم النبیین ﷺ کی فہرست بنائی گئی ہے۔ جس کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ سب سے پہلے عنوان اور پھر اُس کی وضاحت کے لیے چھوٹی چھوٹی سب ہیڈ نگیز ہیں اور اِسی طرح حصہ دوم اور حصہ سوم میں بھی ہیں۔ پہلے حصے کی ابتداء میں تاریخ اسلام کے ابتدائی مآخذ سے شروع ہوتا ہے اور مکی زندگی تک شامل ہے۔ دُوسرے حصے میں مدینہ کا ابتدائی دور کا قیام نیز اسلامی حکومت کی بنیاد سے لے کر مدنی زندگی کے پہلے دور کی تکمیل اور اسلامی طرز حکومت تک کا بیان ہے۔ تیسرے حصہ میں مدنی زندگی کے دوسرے دور کی ابتداء سے صلح حدیبیہ سے پہلے، پہلے کا دور شامل ہے۔ اور تمام خطوط شامل کئے گئے ہیں پہلی جلد میں 270 صفحات ہیں اور دوسری جلد میں 450 صفحات ہیں اور تیسری جلد میں 208 صفحات ہیں تینوں جلدوں کے صفحوں کی تعداد 949 ہے۔ جن کی مزید تفصیل درج کی جارہی ہے۔

پہلا حصہ:

پہلا حصہ جغرافیہ عرب، قبائل عرب کی تقسیم اور ان کی مذہبی، تمدنی اور سیاسی حالت، تاریخ کعبہ ومکہ، تاریخ قریش، سید الانبیاء ﷺ کے قبیلہ کے حالات، سید خاتم الانبیاء ﷺ کی پیدائش، خاتم الانبیاء ﷺ کے حالات زندگی، محمد خاتم النبیین ﷺ کی بعثت، سید الانبیاء ﷺ کا دعویٰ نبوت و اشاعت اسلام، بعثت کے بعد ہجرت تک کے واقعات تحریر کیے گئے ہیں۔

دوسرا حصہ:

اس میں مدینہ کا ابتدائی قیام اور اسلامی حکومت کی تاسیس، جہاد بالسیف کا آغاز اور اصولی بحث، اور جنگ بدر کے شامل ہے۔ اسلامی سلطنت کا قیام و استحکام، روساء قریش کیے تباہ ہونے کے واقعات، مسئلہ غلامی کے متعلق رسول خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات، حضرت عائشہؓ کی رخصتی کی بحث، تعدادِ ازواج کا مسئلہ، نجد قبائل اور یہود کے ساتھ جنگ، حضرت فاطمہ کا نکاح، حضرت حفصہؓ کا نکاح درج ہیں۔

تیسرا حصہ:

تیسرے حصے میں رسول اللہ ﷺ کی مدنی زندگی کے دوسرے دور کا آغاز اور صلح حدیبیہ سے پہلے کا زمانہ شامل ہے۔ تیسری جلد کے آخر میں، اشاریہ سیرت خاتم النبیین ﷺ شامل ہے جس میں اسماء، مقامات، غزوات اور کتابیات شامل ہیں۔ نیز اس کتاب کو لکھنے کے لیے مختلف کُتب سے اِستفادہ کیا گیا ہے۔۔ جن میں سب سے پہلے سیرۃ ابن اسحاق سے ماخوذ شدہ سیرۃ ابن ہشام ہے دوسرے نمبر پر طبقات ان سعد ہے اور تیسرے نمبر پر طبری ہے اور اس طرح چوتھے نمبر پر واقدی ہے۔ متاخرین کی کُتب میں سے جو اس کتاب کو لکھنے کے لیے استعال کی گئی ہیں زرقانی، تاریخ الکامل ابن اثیر اور "شرح مواہب اللدنیہ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور مولانا شبلی کی سیرۃ النبی شامل ہیں یورپ کے اعتراضات کو دور کرنے کے لئے ولیم میور کی لائف آف محمد اور پروفیسر مارگولیس کی "محمد" اور دیگر تصنیفات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اور جغرافیہ کے لیے معجم البلدان اور جامعیت کے لے سیرۃ الحلبیہ اور تاریخ خمیس استعمال کی گئی ہیں۔

مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق مرزابشیر نے جن کتب کا حوالہ دیا تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ مرزابشیر نے بہت جگہ نامکمل واقعات، خود ساختہ بیان بازی سے کام لیا ہے اور کتاب لکھنے میں ایمانداری سے کام نہیں لیا۔ جیسا کہ ذیل میں اس کے بیان کردہ واقعات اور راقم کی تحقیق پیش کی جارہی ہے:

CC BY

معجزہ شق القمر:

سیرۃ النبی ﷺ، از مرزا بشیر الدین جلد اوّل صفحہ ایک سو بانوے پر "امام غزالی اور شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کا نام لے کر یہ لکھا ہے کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا خدائی قدرت کی ایک جھلک تھی جس کی وجہ سے کفار کو دو ٹکڑوں میں دکھایا گیا تھا، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوا"۔ ایک طرف مرزا بشیر مان رہا ہے کہ کفار کو چاند دو ٹکڑے ہوا نظر آیا تھا مگر پھر بھی انکار پر بضد ہے۔

اس پیراگراف کے حوالے میں مرزا بشیر نے شبلی نعمانی کی سیرت کا حوالہ دیا ہے، راقم کی تحقیق و مطالعہ کے مطابق شبلی نعمانی نے واقعہ شق القمر سیرت النبی ﷺ جلد سوم صفحہ 194 پر درج ہے لیکن مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق شبلی نعمانی نے اپنی کتاب میں ایسی کوئی بات درج نہیں کی۔ لہذا یہ بات مرزا بشیر کی طرف سے خود ساختہ ہے۔ اس بات کی تحقیق کیلئے راقم نے مزید کتب سیرت کا مطالعہ کیا جن میں طبری کی تاریخ طبری، سیرت ابن ہشام، شامل ہیں۔

مزید وضاحت کیلئے مرزا بشیر نے "روحانی خزائن جلد دوم صفحہ نمبر 108 چشمہ آریہ" کا حوالہ دیا ہے، کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں کے ایک ڈرائنگ ماسٹر لالہ مرلیدھر نے واقعہ شق القمر پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعہ درست نہیں خلاف عقل ہے اس لئے ہم اسکو تسلیم نہیں کرتے، ماسٹر صاحب کی اس بات کے رد میں مرزا نے سیر حاصل بحث کی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ واقعہ شق القمر ہونا ثابت ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ "اگر یہ واقعہ حقیقتاً وقوع پذیر نہ ہوا ہوتا تو اس وقت کے لوگ خاموش نہ رہتے بلکہ رسول ﷺ سے سوال کرتے اور اس بارے میں بھی کتب سیرت و تاریخ میں ضرور درج ہوتا"، اس وقت کے لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کے اس معجزے پر خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعہ شق القمر حقیقتاً وقوع پذیر ہوا تھا"۔[5]

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنات کی جماعت کی حاضری سے متعلق مرزا بشیر کا نظریہ:

"طائف کے سفر کے متعلق مرزا بشیر نے لکھا ہے کہ: جس وقت رسول ﷺ سفر طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے تو وادیٔ نخلہ میں رات کے وقت رسول کریم خاتم النبیین ﷺ قرآن کریم پڑھ رہے تھے اس دوران جنات کی ایک جماعت جو سات لوگوں پر مشتمل تھی اور شام کے شہر (نصیبین) سے آئے تھے، رسول کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس سے گذرے، انہوں نے محمد خاتم النبیین ﷺ کی تلاوت کو خاموشی سے سُنا اور اُس تلاوت سے بے حد متاثر ہوئے، پھر جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس پہنچے تو انہوں نے محمد ﷺ کی بعثت اور قرآن کریم کی تلاوت سننے کا ذکر اپنی قوم سے کیا، قرآن کریم میں جنوں کی جماعت کے آنے اور قرآن کریم سننے کا ذکر دو جگہ پر موجود ہے۔ ان دونوں واقعات کو پڑھ کر یہ معلوم ہوا کی دونوں مرتبہ رسول اللہ ﷺ جنوں کی موجودگی سے لاعلم قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے بعد میں بذریعہ وحی رسول اللہ ﷺ کو ان کی موجودگی کی خبر دی گئی۔ احادیث مبارکہ میں بھی ان واقعات کا تفصیلی ذکر موجود ہے"۔[6]

اس پیراگراف میں مرزا بشیر نے جنات کی جماعت کا ایک بار قرآن کریم سننے اور واپس چلے جانے کا ذکر کیا ہے لیکن سیرت کی کتب میں واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ گروہ ایک بار سن کر گیا تھا اور دوسری بار دوبارہ اسلام قبول کرنے کے لئے آیا تھا جس میں جنات کے خاندان کے کئی افراد شامل تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول کریم خاتم النبیین ﷺ صبح کی نماز میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے، اس ٹائم جنوں کے گروہ کا وہاں سے گزر ہوا اور انہوں نے قرآن کریم سنا، جنات کلام اللہ کو سن کر واپس چلے گئے، اپنے خاندان والوں سے اس کلام اللہ کے سچے اور راہ ہدایت ہونے کا ذکر کیا اور اس پر ایمان لانے کے لئے تیار ہو گئے اس طرح وہ جنات دوبارہ رسول کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا جیسا کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہے:

" فأنزل الله تعالى على نبيه " قل أوحي إلي أنه استمع نفر من الجن...... وإنما أوحي إليه قول الجن . رواه البخاري في الصحيح عن مسدد ".

ورواه مسلم عن شيبان "حكاه عبد الله بن عباس إنما هو في أول ما سمعت الجن قراءة النبي صلى الله عليه وسلم وعلمت بحاله وفي ذلك الوقت لم يقرأ عليهم ولم يرهم كما حكاه ثم أتاه داعي الجن مرة أخرى فذهب معه وقرأ عليهم القرآن كما حكاه عبد الله بن مسعود ".[7]

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا آپ محمد رسول اللہ ﷺ کہہ دیجئے ہم نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی طرف وحی کی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت گزری، اور میری طرف وحی کی گئی جنات کی بات، امام بخاری نے اس روایت کو اپنی صحیح بخاری میں مسدود سے روایت کیا ہے۔

اس کا ذکر قرآن کریم کی سورہ احقاف اور جن دونوں میں بھی موجود ہے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے

"وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ"۔[8]

"اور جب ہم نے بھیجا رنبی کریم ﷺ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو وہ محمد خاتم النبیین ﷺ سے قرآن سن رہے تھے پس جب وہ حاضر ہوئے تو کہنے لگے خاموشی سے سنو، پس جب پورا سن لیا تو وہ جن اپنی قوم یعنی جنات کی طرف پلٹے اور ان کو ڈرانے لگے اللہ تعالی کے عذاب سے"۔

اس کا تفصیلی ذکر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث سے بھی ملتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود کی بیان کردہ روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"ابن مسعود کہتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ہمیں فرمایا کہ آج رات جنوں کے وفد کی حاضری ہے تم میں سے جو کوئی آنا چاہے وہ میرے ساتھ آجائے تو میرے ساتھیوں میں سے صرف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا ہم بالائی مکہ پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ نے میرے گرد ایک لکیر کھینچی اور مجھے دائرہ میں بیٹھنے کا حکم دیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اسی دوران بادلوں کی طرح بہت ساری کالی چیزوں نے رسول اللہ ﷺ کو چاروں طرف سے گھیر لیا، یہاں تک کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نظر آنا بند ہو گئے، کچھ دیر بعد وہ سب چلے گئے یہاں تک کہ صرف ایک گروہ باقی رہ گیا، فجر کے وقت رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے اور میرے پاس آ گئے"۔[9]

معراج کے بارے میں مرزا بشیر کا نظریہ:

مرزا بشیر کا یہ کہنا ہے کہ:

"معراج صرف اس روحانی سفر کا نام ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے آسمان دنیا تک لے جایا گیا، جہاں پر رسول اللہ ﷺ خدائے واحد کے دربار میں پیش ہوئے"۔[10]

مرزا بشیر کا یہ کہنا ہے کہ معراج صرف روحانی تھی نہ کہ جسمانی اور وہ اس بات کے حوالہ کے لئے بطور دلیل ابن سعد کا نام لیتا ہے جبکہ ابن سعد نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی بلکہ ابن سعد واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ معراج جسمانی و روحانی ہوئی تھی جیسا کہ طبقات ابن سعد میں درج ہے:

" أسري برسول الله ﷺ ليلة سبع عشرة من شهر ربيع الأول قبل الهجرة بسنة من شعب أبي طالب إلى بيت المقدس قال رسول الله ﷺ حملت على دابةٍ بيضاء بين الحمار وبين البغلة في فخذيها جنا حان---- الخ "۔[11]

"رسول اللہ ﷺ کو ہجرت سے سولہ یا سترہ مہینے قبل معراج پر لے جایا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک چوپایہ پر سوار کروایا گیا جو گدھے اور خچر کے درمیان تھا، جب میں اس کے نزدیک گیا تو وہ اچھلنے کودنے لگا، تو حضرت جبرائیلؑ نے اسکو ڈانٹا جس سے وہ رک گیا اور میں اس پر سوار ہوا اور حضرت جبرائیلؑ میرے ساتھ تھے، پھر براق نے اپنے کان ہلائے اور زمین سمٹ گئی اور براق کا قدم جس جگہ پڑا وہ زمین کا آخری کنارہ تھا، یہاں تک کہ اس نے مجھے بیت المقدس پہنچا دیا، حضرت جبرائیلؑ نے اس کو اس جگہ باندھ دیا جہاں تمام انبیاء کی سواری کو باندھا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہاں میں نے تمام انبیاء کو دیکھا جو میرے ارد گرد جمع تھے میں نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا اتنے میں حضرت جبرائیلؑ نے مجھے آگے کر دیا میں نے تمام انبیاء کی امامت کروائی۔ اس کے بعد ابن سعد مزید لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس رات کو گم ہو گئے تھے، عبد المطلب کے لڑکے ان کی تلاش میں نکلے، ان میں حضرت عباسؓ بن عبد المطلب بھی تھے، ذی طوی تک پہنچ کر وہ سب رسول اللہ ﷺ کو آوازیں دینے لگے یا محمد ﷺ یا محمد! رسول اللہ ﷺ کو ان کی آواز سنائی دی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا لبیک، اس پر عباسؓ نے کہا اے بھتیجے تم نے رات کو قوم کو پریشانی میں ڈال دیا، آپ ﷺ کہاں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیت المقدس سے آیا ہوں، عباسؓ بن عبد المطلب نے پوچھا کیا آج رات؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا ہاں آج رات، اس پر عباسؓ بن عبد المطلب نے پوچھا کہ خیر کے سوا اور تو کوئی بات نہیں تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں خیر کے سوا کوئی بات نہیں تھی"۔

حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کی اس بیان سے واضح ہو گیا ہے کہ رسول خاتم النبیین ﷺ کو معراج جسمانی اور روحانی کروائی گئی تھی اگر صرف روحانی ہوتی تو محمد خاتم النبیین ﷺ کا جسم مکہ میں موجود ہوتا اور تمام لوگ رسول کریم ﷺ کی تلاش میں نہ نکلتے۔ لیکن سید الانبیاء ﷺ کا اپنے جسم کے ساتھ مکہ سے غائب ہونا اور لوگوں کا رسول اللہ کو تلاش کرنا اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنے جسم وروح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تشریف لے گئے تھے۔

اس بات کی تائید میں پیر کرم شاہ نے بھی واضح الفاظ میں تفصیلاً لکھا ہے کہ:

"جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ معراج جسمانی وروحانی تھی"۔[12]

اسی بات کی تائید میں ابن قیم نے بھی اپنی کتاب زاد المعاد میں تفصیلا لکھا ہے کہ:

"بیت المقدس تک براق پر سوار ہو کر حضرت جبرائیلؑ کی رفاقت میں رسول اللہ ﷺ کو جسمانی وروحانی سیر کروائی گئی تھی، پھر اسی رات بیت المقدس سے آسمان دنیا کی طرف تشریف لے گئے"۔[13]

ہجرت یثرب کے بارے میں مرزا بشیر کا موقف:

مرزا بشیر لکھتا ہے کہ:

"آنحضرت ﷺ کو ایک دفعہ رؤیا میں بتایا گیا تھا کہ آپ کو ایک دن مکہ سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ جانا ہو گا اور اسی ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کی جگہ دکھائی گئی جو ایک باغ اور چشموں والی جگہ تھی"۔[14]

جبکہ امام طبری نے اپنی کتاب تاریخ طبری میں واضح الفاظ میں درج کیا ہے کہ "حضرت جبرائیلؑ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کو کفار کے فیصلے کی خبر دیتے ہوئے ہجرت کا حکم دیا جیسا کہ درج ذیل روایت کے الفاظ ہیں:

"جبريل رسول الله ﷺ فقال لا تبت هذه الليلة على فراشك الذى كنت تبيت عليه"۔[15]

"حضرت جبرئیل نے رسول کریم خاتم النبیین اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ آپ ﷺ آج کی رات اپنے بستر پر جس پر آپؐ معمولاً استراحت فرماتے ہیں نہ سوئیں۔ اس کے ساتھ ہجرت کے متعلق قرآن پاک میں بھی فرمادیا:

"وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ"۔[16]

"جب کفار نے تمہارے ساتھ یہ چال کی کہ وہ تم کو روک لیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں وہ چال چلتے ہیں اور اللہ بھی چال کرتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے"۔

اور ایک اور جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ:

"أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ"۔[17]

"کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کی موت کا ہمیں انتظار ہے کہہ دو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں"۔

اس سے معلوم ہوا جب اللہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے کہ آپ مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائیں تو اس میں خواب والی تو کوئی بات نہیں ہے۔

دلائل النبوۃ میں امام بیہقی نے بھی واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ

"عن جرير أن النبي قال إن الله تعال أوحى إلي أي هؤلاء البلاد الثلاث نزلت فهي دار هجرتك المدينة أو البحرين أو قنسرين قال أهل العلم ثم عزم له على المدينة فأمر أصحابه بالهجرة إليها"۔[18]

"ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری طرف وحی فرمائی تھی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں نبی کریم ﷺ جائیں وہ آپ کی دار ہجرت ہو گی مدینہ، بحرین، قنسرین"۔

اہل علم نے کہا ہے کہ اس کے بعد محمد خاتم النبیین ﷺ کے لیے مدینہ کو پکا کر دیا گیا یا مدینے کی تاکید کر دی گئی لہذا سید الانبیاء ﷺ نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ محمد خاتم النبیین ﷺ مکہ میں مقیم تھے اور ہجرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کر رہے تھے یہاں تک کہ کفار مکہ نے نبی کریم ﷺ کے قتل کا ارادہ کر لیا تو عین وقت پر جبرائیلؑ، رسول نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ کو ہجرت کا حکم دیا تو اس بات سے واضح ہو گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعہ ہجرت کرنے کا حکم ملا تھا۔ مرزا بشیر نے یہاں پر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ رسول کریم خاتم النبیین ﷺ کو ہجرت کا حکم خواب کے زریعے دیا گیا تھا جبکہ ہماری کتب سیرت ﷺ میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نے خود آکر رسول نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا۔ مرزا بشیر کا دعوی جھوٹا ہے۔

سفر میں روزہ کے بارے میں مرزا بشیر کا موقف:

مرزا بشیر نے اپنی کتاب میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ دوران سفر روزہ رکھنے والا شخص گنہگار ہوتا ہے جبکہ اسلام میں ایسی کوئی بات نہیں ہے، اس عنوان کے تحت مرزا بشیر نے اپنی کتاب سیرت ختم النبیین ﷺ کے باب اسلامی آداب جہاد کی ہیڈنگ نمبر چوالیس میں لکھا ہے کہ ابتداء میں مسلمان دوران سفر روزہ رکھتے تھے اور کچھ لوگ افطار کرتے تھے یعنی دونوں احکام پر عمل کیا جاتا تھا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ اس کے بعد رسول نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حکم دیا کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے اور فرمایا تھا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔ جن صحابہ نے آپ ﷺ کے اس حکم کو محض ایک سفارش سمجھ کر روزہ رکھ لیا اور ان کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: اولئک العصاۃ یعنی یہ لوگ نافرمانی کے مرتکب ہوئے ہیں"۔

CC BY

اس حدیث سے مرزا نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ کوئی بھی مسافر اگر سفر میں روزہ رکھے گا تو وہ گنہگار ہو گا اور اس کے حوالے میں امام بغوی کی تفسیر کا حوالہ دیتے ہیں، جبکہ تفسیر بغوی میں درج ذیل آیت:

" شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ "۔

"ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے یعنی قرآن کریم، پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے میں حاضر ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے اور تم میں سے جو کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو اسے چاہیے کہ وہ بعد میں روزے رکھے، اللہ تعالی تمہارے لئے آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ تمہارے لئے مشکل نہیں چاہتا"۔ کی تفسیر میں فتح مکہ کے پس منظر میں پیش آنے والا مکمل واقعہ لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ اس موقعہ پر جب محمد خاتم النبیین ﷺ نے افطار کر لیا تھا اور کچھ لوگوں نے سید الانبیاء ﷺ کو دیکھ کر افطار کیا اور کچھ نے نہ کیا تب نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ افطار نہ کرنے والوں کے بارے میں کہے تھے کہ یہ لوگ نافرمان ہیں۔ یعنی ان پر روزہ گراں گزر رہا ہے اس لئے ان کو افطار کر لینا چاہیئے۔

جیسا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

" عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّ النَّاسَ يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَأَفْطَرَ بَعْضُهُمْ وَصَامَ بَعْضُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا فَقَالَ أُولَئِكَ الْعُصَاةُ "۔[19]

" جابرؓ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین ﷺ فتح مکہ کے لئے نکلے تو رسول اللہ ﷺ کا روزہ تھا اور لوگوں کا بھی روزہ تھا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مقام غنیم پہ پہنچے تو سید الانبیاء ﷺ کو بتایا گیا کہ لوگوں پر روزہ رکھنا گراں گزر رہا ہے اور لوگ نبی کریم ﷺ کے حکم کے منتظر ہیں ، پس محمد خاتم النبیین ﷺ نے ایک پانی کا پیالہ منگوایا عصر کے بعد اور روزہ افطار کیا، لوگ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ رہے تھے پس بعض لوگوں نے افطار کر لیا اور بعض نے افطار نہ کیا یہ بات جب سید الانبیاء ﷺ کو معلوم ہوئی کہ بعض لوگوں نے افطار نہیں کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ لوگ نافرمان ہیں"۔

اب اس حدیث میں واضح ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر لوگوں کی مشقت کے پیش نظر روزہ افطار کیا تھا اور لوگوں نے بھی محمد خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ کر افطار کیا تھا، اس موقعہ پر افطار نہ کرنے والوں کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ نافرمان ہیں۔ نہ یہ کہ تمام مسافروں کے بارے میں ایسا کہا۔

جبکہ مرزا بشیر نے یہ تاثر پیش کیا ہے کہ ہر مسافر جو روزہ رکھے وہ نافرمان ہے۔ مرزا نے صرف حدیث کے آخری الفاظ پکڑ کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو کہ درست نہیں ہے۔ درست یہ ہے کہ اگر سفر میں تکلیف کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ رکھ لے اگر تکلیف کا اندیشہ ہے تو سفر میں روزہ چھوڑ دے اور بعد میں پورے کر لے۔

حرمت شراب کے متعلق مرزا بشیر کے تاثرات:

شراب کی حرمت کے بارے میں مرزا بشر نے ایک روایت درج کی ہے "کہ ایک دفعہ حضرت حمزہؓ نے شراب کے نشہ میں حضرت علیؓ کے اونٹ ذبح کر دیئے اور جب آنحضرت ﷺ انہیں سمجھانے کے لئے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو بھی نہیں پہچانا اور آپ ﷺ سے بے اعتنائی کی"۔[20]

مرزا بشیر نے حضرت حمزہ کا شراب نوشی سے متعلق نامکمل واقعہ درج کیا ہے، جبکہ بخاری کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے لیکن مرزا بشیر نے یہ تاثر دیا ہے کہ جیسے یہ واقعہ حرمت شراب کے بعد کا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں درج ہے کہ:

" عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَارِفًا أُخْرَى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ"۔21

"حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی کے موقع پر مجھے ایک جوان اونٹنی غنیمت میں ملی تھی اور ایک دوسری اونٹنی مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائی تھی، ایک دن ایک انصاری صحابی کے دروازے پر میں ان دونوں کو اس خیال سے باندھے ہوئے تھا کہ ان کی پیٹھ پر اذخر عرب کی ایک خوشبودار گھاس جسے سنار استعمال کرتے تھے، رکھ کر بیچنے لے جاؤں گا، بنی قینقاع کا ایک سنار بھی میرے ساتھ تھا۔ اس طرح میرا خیال یہ تھا کہ اس کی آمدنی سے فاطمہ رضی اللہ عنہا (جن سے میں نکاح کرنے والا تھا ان) کا ولیمہ کروں گا"۔

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اسی (انصاری کے) گھر میں شراب پی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گانے والی بھی تھی، اس نے جب یہ مصرعہ پڑھا ہاں اے حمزہ! اٹھو فربہ جوان اونٹنیوں کی طرف بڑھ حمزہ رضی اللہ عنہ جوش میں تلوار لے کر اٹھے اور دونوں اونٹنیوں کے کوہان چیر دیئے، ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے، اور ان کی کلیجی نکال لی۔

ابن جریج نے بیان کیا کہ میں نے ابن شہاب سے پوچھا، کیا کوہان کا گوشت بھی کاٹ لیا تھا، تو انہوں نے بیان کیا کہ ان دونوں کے کوہان کاٹ لیے اور انہیں لے گئے، ابن شہاب نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے یہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی، پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے میں نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپ تشریف لائے، زید رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ ہی تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، حضور ﷺ جب حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ نے خفگی ظاہر فرمائی، تو حضرت حمزہ نے نظر اٹھا کر کہا تم سب میرے باپ دادا کے غلام ہو، یہ بات اپنے والد عبد المطلب کی اولاد کی نسبت سے کہی تھی، حضور ﷺ الٹے پاؤں لوٹ کر ان کے پاس سے چلے آئے۔ یہ شراب کی حرمت سے پہلے کا قصہ ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ سے اونٹنیاں لے کر حضرت علی کو دیں تھیں۔

جبکہ دوسرا واقعہ مرزا بشیر نے یہ درج کیا ہے کہ "ایک دعوت میں ایک صحابی نے کسی قدر زیادہ شراب پی لی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب اس کے بعد وہ نماز پڑھانے کے لئے اہل مجلس کے امام بنے تو قراءت میں اصل آیت کی بجائے کچھ کا کچھ پڑھ گئے، ایسے واقعات پر حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ کوئی فیصلہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے نافذ ہو مگر خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالی کے حکم کے بغیر کچھ نہیں فرماتے تھے۔[22]

نماز میں قراءت میں غلطی والے واقعے سے متعلق درج ذیل حدیث موجود ہے جو کہ مسند احمد میں درج ہے:

" عَنْ أَبِي ہریرۃ قَالَ حُرِّمَتْ الْخَمْرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَہُم يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَأْ كُلُونَ الْمَيْسِرَ فَسَأَ لُوْا رَسُولَ اللهِ ﷺعَنْهُمَا فَأَ نْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ يَسْأَ لُونَكَ عَنْ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ .. الخ [23]

(حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ "شراب کی حرمت تین مرتبہ نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور لوگ شراب پیتے تھے وہ اور جوئے کے پیسے کھاتے تھے پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اس بارے میں تو اللہ تعالی نے نبی ﷺ پر وحی نازل کی وہ آپ سے سوال کرتے ہیں شراب اور جوئے کے بارے میں آپ ﷺ کہہ دیجئے اس میں گناہ زیادہ ہے اور فائدہ کم ہے۔ تو لوگوں نے کہا ابھی تک ہم پر شراب حرام نہیں کیا گیا لیکن اس میں گناہ ہے پس لوگ شراب پیتے رہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں، تو آپ ﷺ کہہ دیں جو اضافی ہو۔ اس طرح اللہ تعالی تمہارے لیے آیات کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو، اس کے بعد بھی لوگوں نے کہا شراب ابھی تک ہم پر حرام نہیں کی گئی۔ صرف اللہ تعالی نے یہ کہا ہے کہ اس میں بڑا گناہ ہے، اس لئے انہوں نے شراب نوشی جاری رکھی یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آیا کہ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے اپنے ساتھیوں کو نماز مغرب پڑھائی، اس دوران اس نے نشہ کی وجہ سے قرآن کریم کو غلط پڑھا جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں پہلے سے زیادہ سخت حکم نازل کیا اور فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ "۔

اے ایمان والو جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ آیا کرو، جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو)۔

اس کے بعد بھی لوگوں نے شراب نوشی جاری رکھی، لیکن ایسے اوقات میں پیتے تھے کہ نماز تک ہوش میں آجاتے۔ آخری مرتبہ شراب نوشی کی مکمل حرمت نازل ہوئی، اللہ تعالی نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ "۔

(اے ایمان والو بیشک شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر نکالنا گندے شیطانی کام ہیں پس تم ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ)۔

تب لوگوں نے کہا اب ہم باز آگئے ہیں، پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ جو لوگ شراب کی حرمت سے قبل شہید ہو چکے ہیں یا فوت ہوئے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان کو اللہ تعالی بخش دیا۔ چنانچہ مرزا بشیر نے دونوں واقعات نقل تو کردیے ہیں لیکن حوالہ جات میں صرف کتاب کا نام ڈالا ہے حدیث کا مکمل حوالہ نہیں دیا ہے۔ مرزا بشیر نے یہ نامکمل حوالہ جات کا کام بیشتر جگہ پر کیا ہے جس سے عام مسلمانوں میں واقعات سے متعلق شبہ ہوتا ہے کہ وہ واقعات درست ہیں یا غلط۔ اسی کے تحت مرزا بشیر اکثر مقامات پر واقعات کی غلط تشریح کرتے ہوئے پایا جاتا ہے جیسا کہ روزہ سے متعلق گزشتہ صفحات میں مرزا کی غلط تشریح راقم نے تفصیل سے قلمبند کی ہے۔

غزوہ بنو قریظہ کے متعلق مرزا بشیر کی رائے:

مرزا بشیر نے غزوہ بنو قریظہ کے بارے میں لکھا ہے کہ "جس وقت نبی کریم ﷺ خندق سے فارغ ہو کر مدینہ واپس تشریف لائے اور ہتھیار اتار کر رکھنے والے تھے کہ آپ کو خدائے واحد کی طرف سے کشفی رنگ میں حکم ملا کہ جب تک بنو قریظہ سے ان کی بدعہدی کا بدلہ نہ لے لیں ہتھیار مت اتاریں، اور رسول اللہ ﷺ کو بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا گیا۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ اکرام کو بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ نماز عصر بنو قریظہ میں جا کر ادا کریں"۔ اس پیراگراف میں مرزا نے صحیح بخاری کی کتاب المغازی کا حوالہ دیا ہے جبکہ صحیح بخاری میں درج ہے کہ خود جبرائیل، رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے جیسا کہ درج ذیل روایت ہے

" عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللَّهِ مَا وَضَعْنَاهُ فَاخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ فَإِلَى أَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ"۔ [24]

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جیسے ہی نبی کریم ﷺ جنگ خندق سے مدینہ واپس آئے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبرائیل، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا آپ نے ابھی ہتھیار اتار دیئے، خدا کی قسم ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے، آپ ہمارے ساتھ چلیں اور ان پر حملہ کریں جس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کن پر حملہ کرنا ہے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان پر اور انہوں نے (یہود کے قبیلہ) بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی۔

تاہم مرزا بشیر نے درج بالا عبارت میں یہ تاثر دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کشف کے ذریعے بنو قریظہ جانے کا حکم ملا تھا، اور اس نے صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے جب کہ صحیح بخاری میں یہ بات واضح ہے کہ خود جبرائیل امین سید الانبیاء ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے اور بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ اس طرح اس نے صحیح بخاری کی عبارت جو کہ وحی کو طور پر تھی، کشفی رنگ کا تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔

مرزا بشیر کا زکوۃ کو جبری نظام سے تعبیر کرنا:

اس عنوان کے تحت مرزا بشیر نے لکھا ہے کی کہ "یہ تفصیل دو طرح سے ہے ایک جبراً، دوسرا طوعاً یعنی خوشی سے۔

مرزا کہتا ہے کہ جو جبری نظام ہے وہ زکوۃ کا نظام ہے جو مالدار لوگوں سے مختلف حالات میں ڈھائی فیصد سے لے کر بیس فیصد تک وصول کیا جاتا ہے، مرزا کہتا ہے یہ اصل میں ٹیکس ہے اس ٹیکس سے ملنے والے پیسے کو مسلمان حکومت، غریب اور مسکین لوگوں پر خرچ کرتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس ٹیکس کی تقسیم کو رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

" تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ "۔

تمہارے امیر لوگوں سے لے کر تمہارے فقیر لوگوں کی طرف لوٹایا جائے گا۔

مرزا کے نزدیک زکوۃ کی وصولی کا مقصد اغنیاء سے ان کے اموال لے کر فقراء میں تقسیم کرنا ہے، وہ کہتا ہے کہ درج بالا حدیث میں جو لفظ لوٹایا جائے گا استعمال ہوا ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زکوۃ، اصل میں صدقہ نہیں ہے جو غریبوں پر احسان کرکے ان کو دیا جائے گا بلکہ یہ اغنیاء کی دولت میں فقراء کا ابدی حق ہے جو لازمی وصول کیا جائے گا۔ اس بات کی دلیل میں وہ یہ کہتا ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ پیدائش دولت میں امراء کے ساتھ ساتھ فقراء کی محنت، مزدور کے طور پر شامل ہوتی ہے یعنی پیسہ کمانے میں غرباء پوری محنت کرتے ہیں، ان کے بغیر امراء پیسہ نہیں بنا سکتے لہٰذا زکوۃ کی صورت میں امراء، مزدوروں کو ٹیکس ادا کرتے ہیں۔"۔

یہاں پر مرزابشیر نے بخاری کی ایک حدیث کا ٹکڑا بغیر حوالہ کے درج کیا ہے اور زکوۃ کو جبری نظام سے منسوب کر دیا ہے دوسرا اس نے زکوٰہ کو ٹیکس کے لفظ سے منسوب کیا ہے جو سراسر غلط ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث درج ذیل ہے:

" عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ "۔[25]

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ تم انہیں اس کلمہ کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ لوگ یہ بات بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر کچھ صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں میں لوٹا دیا جائے گا۔

اسی طرح قرآن کریم میں بھی اللہ تعالی نے زکوۃ صدقات کو قرض حسنہ سے تعبیر کیا ہے اور اس کی ادائیگی پر دوگنا کر کر کے واپس کرنے کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ "۔[26]

پس تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی بات سنو اور اطاعت کرو اور مال خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور جو کوئی نفس کے بخل سے بچا لیا گیا یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، اگر تم اللہ کو قرض دو قرض حسنہ وہ تم کو دوگنا کر کے دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور اللہ تعالی قدر دان اور بردبار ہے۔

نظام زکوۃ کو جبری نظام کہنے والوں کی اپنی جماعت کا دارومدار چندہ پر چلتا ہے۔ ذیل میں اُن چند اُمور کو درج کیا گیا جو کہ قادیانیوں کے معاشی نظام کو ثابت کرتے ہیں کہ ان کے چندہ واجبات میں شامل ہے۔

- زکوۃ کو جبری نظام کہنے والے مرزابشیر کی اپنی جماعت کا یہ حال ہے کہ قادیانیوں کا اپنا اقتصادی نظام باقاعدہ جماعت کی ڈونیشن یعنی عطیات پر چلتا ہے۔ جو کچھ یوں ہے کہ جماعت کا ہر فرد اپنی جائیداد کا دسواں حصہ جماعت کے افراد کی کفالت کے لئے دینے کا ہر حال میں پابند ہے، جس میں سے غریب افراد کو تنخواہیں رہائش، راشن، ادویات اور بیرون ممالک تعلیم وغیرہ کی ادائیگی کی جائے گی۔ اب ان سے یہ سوال ہے کہ یہ سب کس جبری نظام کے تحت مفت فراہم کی جاتی ہیں۔
- ان کی کتاب الوصیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر کردہ ہے جس میں درج ہے کہ ان کا قبرستان جو کہ بہشتی مقبرہ کے نام سے موسوم ہے، اس میں تدفین کے لئے کچھ شرائط ہیں جس میں چند یہ ہیں:

1. اپنی جائیداد کا دسواں حصہ دینے والا شخص اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔
2. اگر کوئی شخص دسواں حصہ نہیں دے سکتا تو خود کو جماعت کے لئے وقف کر دے۔ تو بھی اس کی تدفین اس قبرستان میں ہو سکتی ہے۔
3. اگر وفات پانے والا شخص بیرون ملک رہتا ہے اور جماعت کو دسواں حصہ بھیجتا ہے تو اس کی نعش کو میت بکس میں ڈال کر بھجوادیں اس کی تدفین بہشتی قبرستان میں ہو جائے گی۔

درج بالا قادیانیوں کے معاشی نظام کو مد نظر رکھتے ہوئے نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزابشیر نے اسلام کے ایک خوبصورت رکن زکوۃ کو جو معاشرے کے کمزور افراد کو نظام زندگی بہتر انداز میں گزارنے میں مدد دیتا ہے، جبری نظام سے تعبیر کیا ہے اور اسلام کے عظیم رکن زکوٰۃ کی توہین کی ہے جبکہ قرآن کریم میں اللہ پاک نے اس کو قرض حسنہ سے تعبیر کر کے دوگنا کر کے واپس لوٹانے کا کہا ہے اور کئی جگہ کیا ہے جیسا کہ ردج بالا آیت سے واضح کر دیا گیا ہے اور حدیث میں بھی خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کو فرضی صدقہ جیسے خوبصورت لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

خلاصۃ البحث:

مرزابشیر نے اپنی کتاب سیرت خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تین جلدوں (933 صفحات) میں قلمبند کیا ہے کتاب کی ابتداء، تاریخ اسلام کے ابتدائی ماخذ سے کی ہے اور انتہاء مختلف بادشاہوں کے نام خطوط تک کی ہے۔ جبکہ غزوات میں اس نے صرف غزوہ خیبر تک تاریخ قلمبند کی ہے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی کے آخری ایام اور ان کے حالات پر خاموشی اختیار کی ہے۔ کتاب میں اکثر مقامات پر حوالہ جات نامکمل درج کئے ہیں جس سے پڑھنے والے کی طبیعت پر ناگواری گزرتی ہے۔ کتاب میں اکثر جگہ احادیث وواقعات کی من مانی تشریح کی ہے جو عام عوام کو گمراہ کرنے کا پورا فن رکھتی ہے۔ جیسا کہ واقعہ شق القمر کو مشکوک قرار دینا، جنات کا کلام اللہ سننے کے لئے حاضر ہونا اور مرزا کا جنات کی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملاقات کا انکار، واقعہ معراج کی غلط تشریح، حکم ہجرت مدینہ پر حضرت جبرائیل کی آمد کا انکار، سفر میں روزہ رکھنے کی غلط تشریح، واقعات حرمت شراب کی من مانی تشریح، غزوہ بنو قریظہ سے متعلق حضرت جبرائیل کی آمد کو مشکوک قرار دینا، زکوۃ کو جبری نظام جیسے الفاظ سے تعبیر کرنا شامل ہیں۔

حوالہ جات:

---

[1]بشیر الدین، مرزا، **سلسلہ احمدیہ**، (قادیان: نظارت تالیف وتصنیف دسمبر 1939ء)، 330:1۔

[2]ایضاً، 331:1۔

[3]ایضاً، 336:1۔

[4]بشیر الدین، مرزا، **سیرت النبی ﷺ** (قادیان: نظارت نشرواشاعت، صدر انجمن احمدیہ 1920ء پہلا حصہ، دوسرا حصہ 1931ء تیسرا حصہ 1949ء)، 194:1۔

[5]قادیانی، غلام احمد، مرزا، **چشمہ آریہ مندرج روحانی خزائن**، 108:2۔

[6]بشیر الدین، مرزا، **سیرت النبی ﷺ**، 206:1 تا 207۔

[7]البیہقی، ابی بکر احمد بن الحسین، **دلائل النبوۃ**، 99:2۔

[8]**القرآن**، 29:46۔

[9]البیہقی، **دلائل النبوۃ**، 414:2۔

[10]بشیر الدین، مرزا، **سیرت النبی ﷺ**، 213:1۔

[11]بصری، محمد بن سعد، **الطبقات الکبری** (بیروت: دار صادر 1968ء)، 214:1۔

[12]الازھری، پیر کرم شاہ، **ضیاء النبی ﷺ** (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز 1994۔)، 481:2۔

[13]ابن قیم، محمد بن ابو عبداللہ، **زاد المعاد** (کراچی: نفیس اکیڈمی اردو بازار 1990ء)، 692:2۔

[14]بشیر الدین، مرزا، **سیرت خاتم النبیین ﷺ**، 259:1۔

[15]طبری، محمد بن جریر، **تاریخ الامم والملوک**، تاریخ طبری، 99:2۔

[16]**القرآن**، 31-30:52۔

[17]**القرآن**، 30:8۔

[18]البیہقی، **دلائل النبوۃ**، 2، 331۔

[19]الترمذی، محیی السنۃ، ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی، **معالم التنزیل** (دار طیبہ پبلیشر والتوزیع، ۔1417ء)، 200:1۔

22۔ بشیر الدین، مرزا، **سیرت خاتم النبیین ﷺ**، 573:2۔

[21]بخاری، محمد بن اسمٰعیل، **صحیح بخاری**، رقم: 2375۔

[22]بشیر الدین، مرزا، **سیرت خاتم النبیین ﷺ**، 573:2۔

[23]احمد بن حنبل، **مسند احمد**، 8504۔

[24]**بخاری**، رقم: 4117۔

[25]**بخاری**، رقم: 1395۔

[26]**القرآن**، 16:64 تا 17۔

CC BY